37- الصافات
38 – ص
39- الزمر

سورۂ ص

مکی ہے۔ اس کے حروف ۳۰۶۳ کلمات ۷۳۲۔ آیات ۸۸ ہیں (نیشاپوری)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

38-1 38-2 صٓ ۔ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ ؕ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّۃٍ وَّشِقَاقٍ ۝ آگاہ کرنے والے قرآن کی قسم ہے (کہ وہ بات نہیں جو کافر کہتے ہیں) بلکہ جن لوگوں نے کفر کیا وہ سرکشی اور مخالفت میں ہیں۔ یعنی اپنی سرکشی و مخالفت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر وغیرہ کہتے ہیں لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ ان کے پہلے جن کافروں نے عیب لگایا انکا کیا حال ہوا جسطرح فرماتا ہے۔

38-3 کَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ ۝ ہم نے ان سے پہلے بہت سی امتوں کو

صٓ ۔ حروف مقطعات سے ہے۔ ذی الذکر۔ قال الضحاک ای التذکیر۔ و قال ابن عباس وغیرہ ذی الذکر ذی الشرف ای ذی الشان والمکانۃ (ابن کثیر) ابن کثیر نے کہا کہ دونوں قولوں میں منافات نہیں ہے کیونکہ قرآن شریف بزرگ اور پندو نصائح پر شامل بھی ہے۔ بل الذین۔ قائم مقام جواب قسم ہے (ابن جریر) عزۃ۔ عزت دو قسم کی ہوتی ہے ایک حقیقی جو اللہ و رسول اور مومنین کیلئے ہے یہ محمود ہے۔ دوسری مصنوعی جو کافروں کیلئے دنیا میں ہے یہ مذموم ہے اور اس آیت میں یہی عزت مراد ہے۔ (مفردات) شقاق۔ الشقاق المخالفۃ (مفردات) و الشقاق الخلاف والعداوۃ وشق علیہ الشیٔ من باب ردّ و مشقۃ ایضاً (مختار) لہ ما الامر کما یقول ھٰؤلاء الکافرون (ابن جریر) یہ جوابِ قسم ہے۔ لات۔ فرا کہتا ہے کہ اسمیں تا زائد ہے جیسا کہ ثمت اور

ہلاک کر ڈالا (جب عذاب آیا تو) پکارنے لگے اور چھٹکارا کا وقت نہیں رہا تھا یعنی جب عذاب
آگیا تو چلانے اور اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگنے لگے۔ لیکن اسوقت نہ انکی مدد کی گئی اور نہ وہ کہیں
بھاگ سکے۔ تعجب تو اسکا ہے کہ کفارِ قریش یہ سب کچھ سنکر پھر اپنی وہی ہٹ کر رہے ہیں جسطرح
فرماتا ہے۔ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۚ انہوں ع ۱۱ ۴
نے تعجب کیا کہ ان کے پاس انہیں سے ڈرانیوالا آیا ہے اور کافروں نے کہا کہ یہ جادوگر بڑا جھوٹا
ہے کافروں نے تعجب کیا کہ جنسِ بشر سے رسول کیسا۔ اور یہ معجزات نہیں سحر کے کرتب ہیں
اور یہ ساری باتیں من گھڑت ہیں۔ **جب** کافرونکو انکی تکذیب پر کوئی دلیل نہ ملی تو اپنے
باپ دادا کی مخالفت ہی کو فرضی دلیل گردانکر اسطرح کہنے لگے۔ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ ع ۱۱ ۵
اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝ کیا اس نے سب معبودوں کو ایک معبود بنا دیا۔ یہ تو بالکل عجیب بات
ہے یعنی ایسے شخص کی بات قابلِ التفات نہیں جہاں وہ توحید کی دعوت کریں وہاں ہرگز
نہ ٹھیرو۔ فوراً وہاں سے چلے جاؤ۔ چنانچہ ایک[1] مجلس میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید
کی دعوت کی تو وہ چلے گئے جسطرح فرماتا ہے۔ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی ع ۱۱ ۶

(بقیہ صفحہ گذشتہ) رتب میں زاید ہے۔ بعض بصریوں کا قول ہے کہ اس کے معنے لیس کے ہیں (تا زاید نہیں ہے)
مفردات) مناص۔ ناص الی کذا التجأ الیه وناص عنه ارتد ینوص نوصا والمناص الملجأ۔ (مفردات) النوص
التأخر یقال ناص عن قرنه ای فر وراغ وبابه قال ومناصا ایضا والمناص ایضا الملجأ والمفر۔ (مختار)۔
[1] ابن کثیر نے ابن ابی حاتم سے ایک طویل روایت میں اسطرح اسکا سببِ نزول بیان کیا ہے۔ ۱۲

اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۚ اور اُن کے سردار (مجلس نبوی سے) چل نکلے (یہ کہتے ہوئے) کہ (اپنے طریقہ پر) چلو اور اپنے معبودوں (کی عبادت) پر اڑے رہو۔ کیونکہ یہ بات صرف (ذاتی غرض کیلئے) ارادہ کی گئی ہے یعنی توحید کی دعوت سے انکی یہ غرض ہے کہ تم لوگوں پر بلندی و شرف حاصل کریں۔ اور توحید کا ذکر تو کسی ملت میں نہیں ہے یہانتک کہ جو آخری دین یعنی عیسے علیہ السلام کا دین ہے اسمیں بھی تین خدا ہیں۔ چنانچہ کہنے لگے۔ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ ہم نے پچھلے دین میں یہ نہیں سنا۔ یہ تو صرف گھڑی ہوئی بات ہے۔ یہ توحید کی دعوت تو محض افترا ہے کیونکہ ہم میں سے اُن کیلئے نبوت کی تخصیص بلا وجہ ہے جسطرح کافروں کے قول کو اللہ تعالے نقل فرماتا ہے۔ ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا ۚ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝ کیا ہم میں سے اسی پر قرآن اتارا گیا بلکہ وہ میری وحی سے شک میں ہیں۔ بلکہ انھوں نے میری عذاب کا مزا نہیں چکھا یعنی کافروں نے سمجھا تھا کہ شرف مال سے ہے اور جسکے پاس مال زیادہ ہو وہی مستحق نبوت بھی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اُن کے شبہ کا اسطرح جواب دیا۔ کہ انھوں نے جو یہ سمجھا ہے وہ غلط ہے بلکہ انھوں نے قرآن کو جس طرح

لہ ابن جریر اور بعض نے کہا اس کے یہ معنی ہیں کہ تم جس دین پر قائم ہو وہی امر مقصود ہے جو بڑی کوشش سے حاصل کیا گیا ہے۔ الملة الآخرة۔ قال مجاهد وقتادة وابوزيد يعنون دين قريش وقال محمد بن كعب و السدی وابن عباس يعنون النصرانية (ابن كثير) اختلاق اختلقه وتخلقه افتراه (مختار) وقال مجاهد وقتادة كذب۔ وقال ابن عباس رضی الله عنهما تخرص (ابن كثير) ۱۲۔

چاہئے غور نہیں کیا۔ اور وہ شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ اب انکا شک رفع نہیں ہوسکتا۔ بلکہ جب یہ عذاب کا مزا چکھیں گے اسوقت انکا شک دور ہوگا اور وہ مان جائیں گے۔ پھر انکے

آیت ۹ شبہ کا ایک اور طرح سے جواب دیتا ہے۔ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ ۞ (کیا

نبی) کیا ان ہی کے پاس تمہارے زبردست بخشنے والے پروردگار کی رحمت کے خزانے ہیں یعنی نبوت اللہ تعالے کا فضل و احسان ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ کافروں کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے ۞

چوں زحال مستحقاں آگہی	ہر چہ خواہی ہر کرا خواہی دہی
دیگراں را ایں تصرف کے رواست	اختیار ایں تصرف ہا تراست

آیت ۱۰ بعد تعمیم کے اسطرح تخصیص فرماتا ہے۔ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا فَلْیَرْتَقُوْا فِی الْاَسْبَابِ ۞ کیا انھیں آسمانوں اور زمین اور اُن چیزوں کی حکومت ہے جو اُن کے درمیان میں ہیں (اگر ان کیلئے ایسا ہے) تو چاہئے کہ وہ آسمان پر چڑھ جائیں یعنی ان چیزوں کی بادشاہت ان کیلئے نہیں ہے۔ اور یہ بادشاہت اللہ کی قدرت کا ایک شمہ ہے پھر انسے بطور استہزا فرماتا ہے کہ اگر انھیں ایسی حکومت ہے تو وہ آسمان پر چڑھ جائیں اور جس پر چاہیں حکم کھینچیں

الاسباب۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما و مجاہد و سعید بن جبیر و قتادۃ وغیرھم یعنی طرق السماء (ابن کثیر) سلہ شرطہ محذوف ای ان کان لھم ذلک فلیصعدوا فی المعارج ۱۲

لیکن اُنسے کچھ نہیں ہوسکتا اور وہ ہیں کس گنتی میں جسطرح فرماتا ہے۔ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ؁ وہاں لشکر نہیں ہے ایک لشکر شکست یافتہ ہوگا یعنی عنقریب یہ حقیر لشکر جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑھائی کرکے آتا ہے بھاگ جائیگا تو پھر بھلا انھیں تدبیر الٰہی اور تصرف امور ربانی میں کیا دخل ہوسکتا ہے۔ پھر اُن کے حال کو پہلی جھٹلانیوالی امتوں کے حال سے تشبیہ دیتا ہے۔ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ؁ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ ؕ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ؁ اُنسے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور میخوں والا فرعون اور ثمود اور لوط کی قوم اور ایکہ والے جھٹلا چکے ہیں یہ وہی گروہ ہیں یعنی سابقہ امتیں جو تم سے مال و قوت میں زیادہ تھیں عذاب الٰہی کو دفع نہ کرسکیں پھر تم کس بھروسے پر تکذیب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہو کیونکہ موجب عذاب ہی تکذیب تھی جسطرح فرماتا ہے۔ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ؁ سب ہی نے رسولوں کو جھٹلایا تو میرا عذاب نازل ہوا یعنی جب ان سبھوں نے تمام رسولوں کا انکار کیا کیونکہ ایک کی تکذیب تمام کی تکذیب ہے تو اب ان کیلئے دنیا و آخرت میں میرا عذاب لازم ہوگیا جسکے وہ منتظر ہیں جسطرح فرماتا ہے۔ وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً

لئیکۃ بفتح و کسر ثانی ساقط بفتح لام و ہمزہ و سقط تا ہے۔

جند۔ خبر مبتدأ محذوف ای ھم جند و من الاحزاب صفتہ و مهزوم صفۃ ثان (روح) وھزم من باب ضرب (مختار) الایکۃ۔ ایک شجر ملتف و اصحاب الایکۃ قیل نسبوا الی غیضۃ کانوا یسکنونہا وقیل ھی اسم بلد (مفردات) غیضۃ بالفتح بیشہ و جنگل (منتخب) اسکی مفصل شرح تفسیر ہذا کے صفحہ (۱۱۵۸) سورۂ شعرا میں گذری۔ فحق۔ وجب علیھم او نزل علیھم عذابی (بغوی) ۱۲

فُوَاقٍ حمزہ وکسائی ضم فاکی دو لغتیں ہیں

مَالَهَا مِنْ فَوَاقٍ ۝ اور یہ لوگ صرف ایک سخت چیخ کا انتظار کرتے ہیں جسکے لئے دم بھر کا وقفہ
نہوگا یعنی وہ صرف صور کی آواز کے منتظر ہیں جسمیں دم بھر کا وقفہ نہوگا۔ اور جب عذاب آجائیگا
تو پلٹ نہ سکیگا۔ باوجود اس کے وہ عذاب کو جلد طلب کرتے ہیں جسطرح فرماتا ہے۔ وَقَالُوا
رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝ بولے ای ہماری پروردگار روز حساب سی پہلے ہمارا
حصہ ہمیں جلد دیدے یعنی جس عذاب سی تو ہمیں ڈراتا ہے وہ جلد بھیجدے۔ چونکہ کافر یہ تمسخر کہتے
تھی اسلئے اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسطرح تسلی دیتا ہے۔ اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُولُونَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا
دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ۝

فواق۔ من توقف مقدار فواق وهو ما بين حلبتين فهو بحذف مضافين او رجوع وترداد فانه فيه يرجع اللبن الى الضرع (خفاجی) عن ابن عباس رضی الله عنهما ما لها من فواق يقول من ترداد (بمعنى الرد والصرف) وعنه ايضا ما لها من رجعة (ابن جرير) والفواق بضم الفاء وفتحها ما بين الحلبتين من الوقت لانها تحلب ثم تترك سويعة يرضعها الفصيل لتدر ثم تحلب يقال ما اقام عنده الا فواقا وفي الحديث العيادة قدر فواق ناقة ومعنى قوله تعالى ما لها من فواق اى ما لها من نظرة وراحة وافاقة (مختار) والافاقة في الحلب رجوع اللبن۔ وكل درة بعد الرجوع يقال لها فيقة (مفردات) قطنا۔ القط النصيب المفروز كانه قط اى افرز وقد فسر ابن عباس الآية (مفردات) قال ابن عباس رضی الله عنهما ومجاهد والضحاك والحسن وغير واحد سألوا تعجيل العذاب (ابن كثير) الايد۔ قال ابن عباس رضی الله عنهما والسدی وابن زيد الايد القوة (ابن كثير) قال تعالى والسماء بنيناها بايد اد الرجل اشتد وقوى وبابه باع والايد والآد بالمد القوة (مختار) انه اواب۔ وهو الرجاع الى الله تعالى في جميع اموره وشؤونه (ابن كثير) اب رجع وبابه قال۔ واوبة وايابا ايضا والمآب المرجع (مختار) والاشراق۔ یعنی آفتاب کے طلوع ہونیکے وقت۔ اس آیت سی معلوم ہوا کہ اشراق کے وقت بھی تسبیح و نماز ہے۔ چنانچہ ابن عباس سے روایت ہے

19. وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ 20. وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ

تعریف داؤد علیہ السلام

(ای نبی) جو کچھ وہ کہتے ہیں اُس پر صبر کرو اور ہماری بندی قوت والی داؤد کو یاد کرو۔ بیشک وہ (اللہ کی طرف) بہت رجوع کرنیوالے تھے۔ بیشک ہمنے پہاڑوں کو (انکی) تابع کردیا جو اُن کی ساتھ شام و صبح تسبیح کرتے ہیں۔ اور پرندونکو (بھی جمع کرکے)۔ (یہ) سب انکے مطیع تھے۔ اور ہمنے انکی سلطنت کو مضبوط کردیا۔ اور ہمنے انھیں حکمت اور بات کا فیصلہ عطا کیا یعنی حضرت داؤد علیہ السلام علم و عمل میں کامل اور قوی تھے۔ چنانچہ حدیث[۱] میں انکی کثرتِ عبادت کا ذکر ہے۔ آپ ہر حالت میں اللہ کی طرف رجوع رہتی تھے۔ اللہ تعالے نے بھی پہاڑوں اور پرندوں کو آپکا مطیع کردیا تھا۔ کہ وہ دن کے اولِ وقت اور آخرِ وقت آپکی ساتھ تسبیح کرتے آپکا ملک[۲] بہت بڑا اور آپکی سلطنت مضبوط بنائی

عادات حضرت داؤد علیہ السلام

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کہ اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ روز فتح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعت ضحٰے یعنی چاشت کی نماز پڑھی۔ پھر میں سمجھ گیا کہ اسوقت کی بھی نماز ہے جسکا ذکر آیت میں بھی ہے (ابن کثیر ملخصا)۔ اوّاب۔ قال سعید بن جبیر و قتادۃ و مالک عن زید بن اسلم و ابن زید ای مطیع (ابن کثیر) فصل الخطاب قال مجاھد ھو الفصل فی الکلام و فی الحکم و ھو المراد و اختارہ ابن جریر و عن ابی موسٰی فصل الخطاب اما بعد (ابن کثیر) [۱] آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالے کے نزدیک سب نمازوں سے داؤد علیہ السلام کی نماز زیادہ محبوب ہے اور روزوں سے بھی حضرت ہی کا روزہ زیادہ محبوب ہے۔ کیونکہ داؤد علیہ السلام آدھی رات سوتے اور تہائی رات نماز میں قیام فرماتے اور پھر چھٹے حصہ شب میں سو رہتے تھے۔ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرماتے تھے۔ اور جہاد میں مقابلہ کفار سے بھاگتے نہیں تھے۔ (ابن کثیر از صحیحین) [۲] ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل کے دو آدمیوں سے ایک نے دوسرے پر ظلم کیا۔ اُنمیں سے ایک نے داؤد علیہ السلام کے ہاں نالش کی اور دعوے کیا کہ میرا بیل اُس نے جبرًا چھین لیا ہے۔ مدعے علیہ نے اس سے انکار کیا۔ مدعی کے

آیت ۲۱ تا ۲۶

اور انکو حکمت یعنی نبوت دی اور کلام فیصل اور حکم فیصل دیا تھا۔ یعنی قضیوں کے فیصلہ کی قوت

عطا فرمائی۔ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ

فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ

وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ۝ اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ

اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ۝ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا

مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) پاس گواہ نہیں تھے۔ حضرت نے اس روز فیصلہ ملتوی کیا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ مدعی قتل کیا جائے صبح حضرت نے فریقین کو طلب فرما کر مدعی کے قتل کا حکم دیا۔ اس نے عرض کیا یا نبی اللہ مال بھی غصب ہوا اور مجھ ہی کو قتل کیا جائے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرے قتل کا حکم دیا ہے۔ مدعی نے کہا یا نبی اللہ اگر اللہ تعالیٰ نے میرے قتل کا حکم دیا ہے تو وہ اس وجہ سے نہیں کہ میں نے اس پر جھوٹا دعویٰ کیا ہے بلکہ میں اپنے دعوے میں سچا ہوں مگر غالباً اسلئے حکم ہوا ہے کہ میں نے مدعی علیہ کے باپ کو دھوکے سے ایسی جگہ لیجا کر قتل کیا تھا کہ کسی کو اسکی اطلاع نہ تھی۔ پھر حضرت کے حکم سے وہ قتل کیا گیا۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے لوگوں کے دلوں میں داؤد علیہ السلام کی سخت ہیبت سماگئی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ (ابن کثیر از ابن جریر و ابن ابی حاتم) تَسَوَّرُوْا۔ تسور بر دیوار آمدن (صراح) اِذْ دَخَلُوْا قال الفراء وقد یجاء باذ مرتین ویکون معناهما کالواحد کقولک ضربتک اذ دخلت علی اذ اجترأت مع انه یکون وقت الدخول ووقت الاجتراء واحد (کبیر) فَفَزِعَ۔ وہ شخص یکایک دیوار پر چڑھ کے تم میں آپہنچے تھے۔ وَلَا تُشْطِطْ۔ اشطّ فی القضیة ای جار (مختار) اِشْطَاط۔ جور کردن در حکم (صراح) نَعْجَة۔ النعجة الانثیٰ من الضأن وجمعها النعاج (مفردات) اَكْفِلْنِيْهَا۔ ای ملکنیها لان من کفل صغیرا کان فی تصرفه۔ وکل امن ملک۔ فاستعمل بمعناه لتقاربهما (خفاجی) بسپرگفت بہرہ من کن آنرا۔ (صراح) عَزَّنِيْ۔ ای غلبني یقال عزّ یعزّ اذا قهر وغلب (ابن کثیر) بِسُؤَالِ۔ السوال مصدر مضاف

وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۝ اور (اے نبی) کیا تمھیں جھگڑنے والوں کی
خبر پہنچی۔ جبکہ وہ دیوار پر چڑھ کر صدر مکان میں آگئے۔ جب داؤد کے پاس داخل ہوئے تو وہ انسے گھبرا گئے۔ انھوں نے
کہا ڈریے نہیں (ہم) دو جھگڑنے والے ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے اب ہم میں انصاف
سے فیصلہ کر دیجیے اور حد سے تجاوز نہ کیجیے۔ اور ہمیں سیدھا راستہ دکھائیے۔ بیشک یہ میرا بھائی ہے جسکے پاس
ننانوے دنبیاں ہیں۔ اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے پھر (بھی) اس نے کہا کہ تو وہ مجھے حوالے
کردے۔ اور مجھ سے گفتگو میں سختی کی ہے۔ داؤد نے کہا بیشک و شبہ اس نے تیری دنبی کو اپنی دنبیوں میں
ملانے کیلئے مانگنے کی وجہ سے تجھ پر ظلم کیا ہے۔ اور بیشک اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں
مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے اور ایسے لوگ بہت ہی تھوڑے ہیں۔ اور داؤد نے خیال کیا
کہ ہم نے انھیں آزمایا ہے پھر انھوں نے اپنے پروردگار سے بخشش چاہی اور سجدے میں گر پڑے اور توجہ
کی۔ اللہ تعالی نے اس قصہ کو بطور اجمال بیان فرمایا۔ اور اسکے رسول ہمارے سردار صلی اللہ علیہ و

(بقیہ صفحہ گذشتہ) الی مفعوله وتعديته الى المفعول الآخر بالى لتضمنه معنى الاضافة والضم كأنه قال بضم
نعجتك الى نعاجه على وجه السؤال والطلب (روح البيان) الخلطاء۔ خلط الشيء بغيره من باب ضرب
فاختلط۔ والخليط المخالط وهو واحد وجمع۔ وقد يجمع على خلطاء (مختار) قليل۔ وفيه مبالغة من وجوه
وصفه بالقلة وتنكير قليل وزيادة ما الابهامية (خفاجي) انما۔ وما في انما كافة (روح البيان) فتنّٰه۔
قال ابن عباس اي اختبرناه (ابن كثير) وخرّ راكعا۔ اي ساجدا ويحتمل انه ركع اولا ثم سجد (ابن كثير) على
ان الركوع مجاز مرسل عن السجود لانه لافضائه اليه جعل كالسبب ثم تجوّز به عنه (خفاجي) وخرّ لله ساجدا
يخرّ بالكسر خرورا اي سقط (مختار) لـه اي نحن خصمان۔ خبر مبتدا محذوف کی ترکیب ہے کذا مفسرین نے بیان

سے بھی کوئی تفصیل صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہوئی تو پھر ہماری کیا طاقت ہے کہ کچھ اپنی
طرف سے بولیں۔ ہاں اگر کوئی لغزش داؤد علیہ السلام سے ہوئی بھی ہو تو وہ ایسی ہوگی کہ جسے
ابرار کے حسنات میں شمار کریں گے جو مقربین کے درجہ میں سیئات میں شمار ہوتی ہے۔ اور
شاید ایسی ہی لغزش کے سبب سے چالیس روز تک آپ سجدے میں پڑے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے
بخشدیا اور آپ کی تعریف کی جسطرح فرماتا ہے۔ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۚ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ آیت ۲۵
مَاٰبٍ ۝ تو ہم نے اونکی یہ (لغزش) بخشدی۔ اور بیشک البتہ اون کیلئے ہمارے پاس تقرب اور

السجدۃ حنفیوں کے ہاں واجب شافعی اور حنبلیوں کے ہاں سجدہ شکر ہے ۱۲

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ایک قصہ (اوریا کی عورت کا) ذکر کیا ہے جو بکثرت یہودیوں کی روایات سے ماخوذ ہے
اور اس بارہ میں ہمارے نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بھی ثابت نہیں ہوا جسکی پیروی کی جاتی اور
ابن ابی حاتم کی ایک حدیث ہے جسکی سند بسبب یزید کے ضعیف ہے (ابن کثیر) تفسیر حسینی میں ہے کہ
حضرت داؤد علیہ السلام کے قصہ میں اور اوریا کی عورت کے ساتھ آپ کے نکاح کرنے میں بہت اختلاف
ہے بعضے مفسروں نے یہ قصہ اسطرح بیان کیا کہ شرع اور عقل اوسے قبول کرنے سے انکار کرتی ہے جو کچھ صحت
کے قریب معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اوریا نے ایک عورت کے ساتھ اپنے نکاح کا پیام دیا اور قریب تھا
کہ اوسکا نکاح اوس عورت کے ساتھ ہوجائے۔ عورت کے ولیوں کو اوس کے ساتھ کچھ خرخشہ پڑا تھا۔ انہوں نے
اوس عورت کو اوریا کے ساتھ نکاح نہ کرنے دیا۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے ساتھ نکاح کا پیام دیا اور
حضرت داؤد کی ننانوے بیبیاں تھیں آپ نے اوسکی بھی خواہش کی" صوفیہ فرماتے ہیں کہ
تجلی التباسی ہوتی ہے پھر آخر میں مشاہدہ عطا فرماتا ہے۔ یہ عاصی کہتا ہے کہ پیغمبروں کے بعضے حالات
آیات متشابہات کی طرح ہیں۔ انکی معصومیت مسلم ہے اس میں کسی طرح شک کرنا نہ چاہئے۔

سلہ وقد ذکر انہ استمر ساجدا اربعین صباحا (ابن کثیر) لزلفی۔ الزلفی القربۃ والمنزلۃ
وھی اسم المصدر (مختار) ۱۲۔

اچھا ٹھکانا ہی یعنی ہم نے ازل ہی سے انھیں نبوت کیلئے منتخب کیا جو بڑے تقرب کا درجہ ہی اور دنیا سے انتقال کرنیکے بعد انکے لئے جنت میں اعلیٰ مقام ہی۔ داؤد علیہ السلام کے اس رونے سے وہ لغزش ایسی معاف ہوگئی گویا ہوی ہی نہ تھی۔ اور اوس رونے کے باعث اعلیٰ مقامات عنایت ہوی یہانتک کہ آپ کو خلافت عنایت کی جسطرح فرماتا ہی۔ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ

ع ۲۶ ۱۲

خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝

اور (ہم نے کہا) ای داؤد بیشک ہم نے تمھیں زمین میں خلیفہ کیا۔ تو لوگوں کا انصاف سے فیصلہ کرو۔ اور خواہش کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمھیں اللہ کے راستہ سے گمراہ کردیگی بیشک جو لوگ اللہ کے راستہ سے بھٹکجاتے ہیں ان کیلئے سخت عذاب ہی کیونکہ انھوں نے روزِحساب کو فراموش کردیا۔ اللہ تعالےٰ نے اسمیں عام حاکموں کو بھی نفس کی پیروی کرنے پر نصیحت کی۔ اور راہِ حق اور روزِحساب کی بھولنے پر وعیدِ شدید فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالےٰ کے پاس زیادہ محبوب مقرب بادشاہ عادل ہوگا۔ اور مبغوض اور زیادہ عذاب کے لایق بادشاہِ ظالم ہوگا"۔ یوں تو ہر شخص اپنے نفس کا حاکم ہی اور اوس سے بھی پوچھ ہونیوالی ہی کیونکہ تمام مخلوق کی پیدایش سے کوئی غرض صحیح

لھم عذاب شدید۔ قال السدی لھم عذاب شدید ای ترکوا ان یعملوا لیوم الحساب (ابن کثیر) سلہ امام احمد و ترمذی (ابن کثیر) ۱۲

مقصود ہے جسطرح فرماتا ہے۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ آیت ۲۷-۲۸
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ؕ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
كَالْمُفْسِدِيْنَ فِى الْاَرْضِ ۫ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۝ اور ہم نے آسمان و زمین اور جو کچھ
ان کے درمیان میں ہے بیکار نہیں پیدا کیا۔ یہ انکا گمان ہے جنھوں نے کفر کیا جن لوگوں نے
کفر کیا انپر افسوس ہے آگ سے۔ کیا ہم انھیں جو ایمان لائے اور نیک کام کئے زمین میں فساد کرنیوالو
کیطرح کردیں گے یا پرہیزگاروں کو بدکاروں کی طرح کردیں گے یعنی آسمان و زمین کی پیدایش
محض لغو اور بے حکمت نہیں۔ ہاں کافروں کا ایسا خیال ہے کہ جو کچھ ہے یہی دنیا ہے حشر و قیامت
کچھ بھی نہیں۔ اس عقیدہ سے وہ آگ کے مستحق ہوں گے وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ عادل
و حکیم ہے۔ بھلا جو عادل ہو وہ کسطرح مومنین و کافرین اور فاسقین و متقین کو یکساں کریگا
اسلیے ضرور ہوا کہ ایک دوسرا مکان ہو جہاں مطیع و مظلوم کو ثواب اور کافر و ظالم کو عذاب
جب قرآن میں یہ عمدہ عمدہ مضامین اور یہ دلائل صحیح مذکور ہوے اسلیے قرآن مجید کی مدح آیت ۲۹
اسطرح فرماتا ہے۔ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْۤا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝
(اے نبی یہ) کتاب جسے ہم نے تمھاری طرف اتارا ہے بابرکت ہے۔ تاکہ لوگ اسکی آیتوں میں غور کریں اور
عقلمند اس سے نصیحت لیں یعنی قرآن وہ کتاب ہے جسکی کنہ عظمت نہیں پہچانی جاتی۔ ہم نے
ہمارے مقام عظمت سے اور اعظم خلائق پر اتارا ہے جسمیں ہر طرح کی بھلائی ہے تاکہ آیات میں

غور وفکر کرکے استخراج علوم کریں۔ اور اہل عقل نصیحت لیں۔ بعد قصہ داؤد علیہ السلام ان کے بیٹے سلیمان علیہ السلام کا قصہ بیان فرمایا ہے۔ وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي حَتَّىٰ تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۞ رُدُّوهَا عَلَيَّ ۖ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ ۞ اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا فرمایا۔ بہت اچھے بندے تھے کہ وہ (ہماری طرف) بہت رجوع کرنے والے تھے۔ جب شام کو ان کے پاس عمدہ تیز رفتار گھوڑے پیش کئے گئے۔ تو انھوں نے کہا کہ بیشک میں نے مال کی محبت اپنے پروردگار کے خیال سے پسند کیا۔ یہانتک کہ (گھوڑے) پردے میں چھپ گئے (سلیمان نے حکم دیا کہ) ان (گھوڑوں کو) میرے پاس لاؤ پھر وہ گردنوں اور پنڈلیوں پر (ہاتھ) پھیرنے لگے۔ اللہ تعالے نے داؤد علیہ السلام کو فرزند سلیمان پیغمبر عطا فرمایا۔ سلیمان اچھے بندے تھے خشوع وخضوع کے بہت طاعت وعبادت کرتے تھے۔ ایک روز آپکے سامنے بغرض تیز رفتار گھوڑے پیش کئے گئے تو آپنے فرمایا کہ میں مال کی محبت کو یعنی گھوڑوں کو اپنے پروردگار کے لحاظ سے دوست رکھتا ہوں

بالعشي۔ وهو من زوال الشمس الى الصباح (مفردات) الصّٰفنٰت الجياد۔ مجاہد نے کہا صافن وہ ہے جو تین پاؤں پر کھڑا ہو اور ایک ہاتھ یا پاؤں اٹھا لیا ہو۔ جیاد تیز رفتار۔ اکثر لوگوں نے سلف کے اسیطرح کہا (ابن کثیر) جياد واحدها جواد (ابن جرير) وصفن الفرس يصفن صفونا قام على ثلاث قوائم وطرف حافر الرابع دون قيل ابيلا او رجل (تاج العروس) توارت۔ استترت طفق اى جعل يفعل كذا (قاموس) مسحا المسح كالمنع امرار اليد على الشئ السائل۔ او المتلطخ لاذهابه۔ ومن المجاز المسح القطع (قاموس الفتح) بالسوق جمع ساق ۱۲

بیشک میں نے مال کی محبت کو اپنے پروردگار کی یاد سے (غافل) ہو کر پسند کیا یہانتک کہ (آفتاب) پردے میں چھپ گیا سلیمان نے حکم دیا کہ ان گھوڑوں کو میرے پاس واپس لاؤ پھر وہ انکی پنڈلیاں اور گردنیں کاٹنے لگے

طبیعت کی لحاظ سے۔ اسی لئے جب گھوڑی سامنے سے چل گئی تو پھر اسکے لانیکا حکم دیا۔ کیونکہ وہ اُس وقت باعث ازدیاد محبت الٰہی تھے۔ اسی لئے آپ انکی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کو خدا تعالےٰ سے آخرت کی نعمتیں حجاب نہیں ہوسکتیں تو دنیا کی نعمتیں کیا شئے ہیں۔ بلکہ آپ جو اُن گھوڑوں کو چاہتے تھے تو اسی خیال سے کہ وہ جہاد میں کام آتے ہیں۔ اسی قول کو شیخ اکبر اور صاحب تفسیر کبیر نے اختیار کیا۔ اور یہاں ایک دوسرا قول بھی ہے۔[1] پھر ایک قصہ سلیمان علیہ السلام کا اسطرح بیان فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا

سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ اور بیشک ہم نے سلیمان کو آزمایا

اور اُن کے تخت پر ایک دھڑ ڈالدیا۔ پھر انھوں نے (ہماری طرف) رجوع کیا اس قصے کو بیان

[1] جس کے معنے ہم نے حاشیہ پر لکھے ہیں۔ یعنی گھوڑوں کے دیکھنے میں جنکی محبت بوجہ جہاد تھی آپکی نماز عصر نسیانی سے قضا ہوگئی۔ اسی لئے آپنے کہا کہ اُن گھوڑوں کو میرے سامنے پھیر لاؤ۔ پھر آپنے تلوار سے اُن کی کونچے اور گردنیں کاٹنی شروع کیں۔ کیونکہ نیک آدمی کا قاعدہ ہے کہ جس چیز کی مشغولی میں یاد الٰہی سے فراموشی ہوتی ہے اُسے دور کردیتا ہے۔ ابن کثیر نے ابن ابی حاتم و ابن جریر سے اس روایت کو نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان گھوڑوں کا مارنا انکی شریعت میں جائز ہوگا۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے ان گھوڑوں کے عوض میں ہوا کو اُنکا فرمانبردار بنایا جو اُن سے بہتر تھی۔ تفسیر نیشاپوری میں ہے کہ اس روایت کے لحاظ سے توارت کی ضمیر کا مرجع شمس ہے بدلیل ذکر عشی۔ اور حجاب سے مراد حجاب افق آسمان ہے۔ اور بعضوں نے کہا توارت الخیل بحجاب اللیل۔ اور پہلی روایت پر توارت کا مرجع خیل ہے۔ کرسیہ۔ الکرسی فی تعارف العامۃ اسم لما یقعد علیہ (مفردات) جسدا۔ الجسد کالجسم لکنہ اخص۔ (مفردات) یعنی جسم آدمی و جن و ملائکہ و زعفران (منتخب) ۱۲

بہت سی روایتیں ہیں لیکن سب سے زیادہ ظاہر اور عصمتِ انبیا علیہم السلام کے لایق یہ ہی جو حدیث[1] میں ہی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میں آج کی رات ستر عورتوں کے پاس جاؤنگا۔ ہر ایک عورت ایک (جواں مرد) لڑکا جنیگی جو سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کریگا۔ اور آپنے انشاء اللہ نہ کہا۔ پھر آپ عورتوں کے پاس گئے۔ صرف ایک عورت حاملہ ہوی۔ اور ادہورا بچہ جنا (جسے دائی جنائی نے لا کے کرسی پر ڈالدیا تاکہ سلیمان علیہ السلام دیکھیں) پس قسم ہی اوس ذات کی جسکے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہی۔ اگر وہ انشاء اللہ کہتے تو سب جوانمرد شجیع اور مجاہد پیدا ہوتے" اِنْ شَاءَ اللّٰہ نہ کہنا ترکِ اولےٰ تھا گناہ نہ تھا۔ لیکن بلحاظِ مرتبۂ نبوت یہ بھی لغزش تھی اس لئے حق تعالےٰ کی جانب رجوع ہوئے اور اسطرح بخشش چاہی۔ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ کہا کہ میرے پروردگار مجھے بخشدے اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما کہ میرے بعد

---

[1] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات کو جنوں میں سے ایک عفریت یعنی متمرد گمراہ نے چاہا کہ میری نماز کے سامنے آجائے تاکہ میری نماز قطع کرے۔ اور اللہ تعالےٰ نے مجھے طاقت عطا فرمائی کہ وہ میرے قبضہ میں مسخر ہو گیا اور میرے دلمیں یہ ارادہ آیا تہا کہ میں اسے مسجد کے ایک ستون سے باندہ دوں تاکہ صبح کو بچے اوس سے کہیلیں اور تم سب دیکھو پھر مجھکو اپنے بہائی سلیمان کا قول یاد آیا هب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی الآیہ۔ پس میں نے اس مردود کا باندھنا مناسب نہ جانا پس اللہ عزوجل نے اس مردود کو خوار کردیا (ابن کثیر از بخاری و مسلم وغیرہما) فقیر کہتا ہے کہ اس سے ثابت ہوا کہ ہمارے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کو جنات پر بھی حکومت تھی۔ لیکن اسے ظاہر فرمانا مناسب نہ سمجھا ۔ ۱۲

کسی کو میسر ہو کیونکہ تو ہی بڑا عطا فرمانیوالا ہے۔ آپنے مغفرت و بخشش ملک سے پہلے طلب کی اس لئے

کہ امر دین دنیا سے پہلے طلب کرنا نیکبختوں کی عادت ہے چنانچہ خدا تعالےٰ نے استغفار کی برکت سے

ہر طرح کی خیر و برکت دی اور آپ کی دعا قبول فرمائی جسطرح ارشاد ہے۔ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي

۳۶-۳۹ بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ۝ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ ۝ وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ

فِي الْأَصْفَادِ ۝ هَٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ تو ہم نے ہوا کو انکا تابع

کیا جہاں وہ چاہتے تھے انکے حکم سے آہستہ آہستہ چلتی تھی اور ہر ایک عمارت بنانیوالے اور غوطہ

لگانیوالے شیطانوں کو (انکا تابع کیا) اور دوسروں کو (بھی) بیڑیوں میں جکڑے ہوئے۔ یہ

ہماری بخشش ہے اب تم احسان کرو یا رکھ چھوڑو (تم پر کچھ) حساب نہیں۔ ہوا سلیمان علیہ السلام

کے حکم سے جہاں وہ چاہتے تھے چلا کرتی تھی اور شیاطین بھی آپکے فرمانبردار تھے بعضے تو بڑی بڑی

عمارتیں اور حوض وغیرہ بناتے بعضے دریا میں غوطہ لگا کر موتی اور جواہر وغیرہ عمدہ عمدہ اشیا

نکال لاتے بعضے سرکش و نافرمان مقید رہتے۔ پھر فرماتا ہے کہ یہ ملک و بادشاہت ہماری عطا ہے جسے

رُخَاءً۔ وھو بالضم الریح اللینة (قاموس) او لاتخالف ارادته كالمأمور المنقاد۔ لان اللاین یکون بمعنے الاطاعة۔ والصلابة بمعنی العصیان (خفاجی) اصاب۔ الاصابة الارادة (تاج العروس) ای اراد من قولهم اصاب الصواب۔ فاخطأ الجواب (بیضاوی) بنّاء۔ صیغہ اسم فاعل بطور مبالغہ۔ بنی یبنی بان سے۔ مقرّنین فی الاصفاد۔ وقرنت الاساری فی الحبال شدد للکثرة و الاصفاد القیود واحدها صفد (مختار) صفاد بالکسر دوال۔ و بند و غل کہ اسیر را بداں بہ بندند (منتخب) اصفاد جمع (صراح) ۱۲

چاہو دو جسے چاہو نہ دو۔ کچھ بھی کرو تمھیں ہمارے ہیں جن کا تم پر کچھ حساب نہیں۔ بعد ازیں ان کی اخروی نعمت اسطرح بیان فرماتا ہے۔ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ اور بیشک سلیمان کیلئے ہمارے پاس تقرب اور اچھا ٹھکانا ہے۔ اسمیں اسکی تصریح ہے کہ جو کچھ ہم نے دنیا میں انھیں دیا اسیطرح انکے لئے آخرت میں بھی بڑا مرتبہ اور اچھا مقام ہے۔ جب ایک بادشاہ نبی کا حال بیان کر چکا تو اب ایک مصیبت زدہ نبی کا حال بیان کرکے آگاہ کرتا ہے کہ یہ لوگ فراغت مصیبت ہر حال میں اللہ تعالے کو فراموش نہیں کرتے تھے جسطرح ارشاد ہوتا ہے کہ وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ۝ اور (اے نبی) ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو جب انھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ بیشک شیطان نے مجھے رنج و درد پہونچایا یعنی جسم و مال میں طرح طرح کی تکلیف پہنچی۔ جب آپنے دعا کی تو خدا تعالے نے انکی دعا قبول فرما کے اسطرح حکم دیا۔ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ۝ (ہم نے اونکی دعا قبول کی اور کہا کہ

عَذَابٍ نااکر بالرفع وکسر وہشام وکسائی وعیاش میں ضمہ منقول ہے ۱۲

اَيُّوْبَ ۔ عبدنا سے بدل یا عطف بیان ہے اِذْ ۔ بدل اشتمال ایوب سے ہے۔ مَسَّنِىَ ۔ والمس یقال فی کل ما ینال الانسان من اذی (مفردات) بِنُصْبٍ ۔ والنصب التعب ای المشقۃ وبابہ سمع۔ اور وجہ تکلیف رفع درجات تھی کہ پہلے آپ سے کوئی لغزش ہوئی تھی (حکیم ترمذی نوادر الاصول میں) اسکا پورا قصہ سورۂ انبیا صفحہ ۱۵۹ میں گزرا۔ اُرْكُضْ ۔ الرکض الضرب بالرجل فمتی نسب الی الراکب فھو اغراء مرکوب نحو رکضت الفرس و متی نسب الی الماشی فوطء الارض (مفردات) رکض بالفتح جنبانیدن پاے و برانگیختن اسپ را و پائے زدن برائے تاختن (منتخب) مُغْتَسَلٌ ۔ جائے غسل کرنے کی یا پانی کہ جس سے غسل کیا جائے۔ شَرَابٌ ۔ ھو ما یشرب ویتناول من کل مائع (روح) ۱۲۔

اپنا پاؤں زمین پر مارو۔ (پاؤں مارتے ہی پانی بہنے لگا اور ہم نے کہا کہ) تمہارے نہانے کے لئے ٹھنڈا ہے اور
پینے کیلئے یعنی اس سے غسل کرو اور اسی کو پی لو جس سے تمہاری تمام تکلیف دور ہو جائیگی چنانچہ انہوں نے
اسیطرح کیا اور سب بیماری دفع ہو گئی اور بی بی اور بچے جو ہلاک ہو گئے تھے اوسکا معاوضہ دو چند دیا
یا یہ کہ انھیں کو زندہ فرما دیا اور ان کی نسل سے اتنے ہی دیا جسطرح فرمایا ہے۔ وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَ ۲ ۱ ع
مِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ اور ہم نے ایوب کو ان کے گھر کے
لوگ اور ان کے ساتھ انکے مثل اپنی مہربانی سے اور عقلمندوں کی نصیحت کیلئے عنایت کئے یعنے یہ عطاو
سرفرازی کا سبب رحمت الٰہی ہے اور لوگوں کو نصیحت و تذکیر مقصود ہے تاکہ اس انعام کو جب لوگ
سنیں تو انھیں بھی بلاؤں پر صبر حاصل ہو۔ اور جانیں کہ ع صبر تلخ است ولیکن بر شیریں
دارد۔ اور یہ بھی حکم ہوا۔ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِب بِّهِ وَلَا تَحْنَثْ ۗ إِنَّا وَجَدْنَاهُ
صَابِرًا ۚ نِّعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝ اور (ہم نے کہا کہ) اپنے ہاتھ میں گھاس کا ایک مٹھا لیکر (اپنی ۱ ۲ ۱ ع
بی بی کو) مارو اور قسم کو نہ توڑو۔ بیشک ہم نے انھیں صبر کرنیوالا پایا۔ اچھے بندے تھے بیشک وہ (ہماریطرف)
بہت رجوع کرنیوالے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایوب علیہ السلام نے اپنی بی بی سے کسی بات پر خفا ہو کر قسم کھائی تھی

ضِغْثًا۔ الضغث قبضة ريحان او حشيش او قضبان وجمعه اضغاث (مفردات) ضغث بالکسر مشت
از گیاہ خشک وتر بہم آمیختہ اضغاث جمع (منتخب) وَلَا تَحْنَثْ۔ الحنث الخلف في اليمين تقول احنثه في
يمينه فحنث (مختار) حنث بالکسر خلاف سوگند کردن از سمع يقال حنث في يمينه و
احنثته (صراح)۔ ۱۲

کہ اگر مجھے شفا ہوگی تو تمھیں سو کوڑے مارونگا۔ جب شفا وصحت ہوئی تو اللہ تعالےٰ نے ایوب علیہ السلام کی بی بی پر جو انکی خدمت کرتی تھیں رحم فرماکے یہ حیلہ تبلایا کہ مٹھا گھاس لیکر مارو جس سے تمھاری قسم نہ ٹوٹیگی اور نذر بھی پوری ہوجائیگی۔ **اب** مشاہیر انبیاء علیہم کا حال بطور اجمال ذکر فرماتا ہے۔ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ إِبْرٰهِيْمَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ أُولِي الْأَيْدِيْ وَالْأَبْصَارِ ۝ إِنَّآ أَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝ وَإِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ۝ وَاذْكُرْ إِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ ۝ اور (اے نبی) ہمارے بندے ابراہیم واسحٰق ویعقوب کو یاد کرو جو قوت وبینائی والے تھے۔ بیشک ہم نے اونھیں ایک خاص بات (یعنے) اوس گھر کی یاد کیلئے منتخب کیا اور بیشک وہ ہمارے پاس برگزیدہ نیکوں میں سے ہیں اور (اے نبی) اسمٰعیل والیسع وذوالکفل کو یاد کرو اور یہ سب نیکوں میں سے ہیں۔ **بعد** مدح انبیاء علیہم السلام عام طور سے متقیوں کی مدح بیان فرماتا ہے اور ان کے لئے جنت کی خوش خبری دیتا ہے۔

عِبٰدَنَا مکی افراد سے ۱۲ بِخَالِصَةٍ نافع وہشام باضافت ترک تنوین سے ۱۲ وَالیَسَعَ حمزہ وکسائی تشدید اور سکون یا سے ۱۲

اولی الایدی والابصار۔ قال علی بن طلحة عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اولی الاید یقول اولی القوة والابصار یقول الفقه فی الدین (ابن کثیر) انا اخلصنٰهم بخالصة۔ قال مجاهد ای جعلناهم یعملون للاخرة لیس لهم همّ غیرها وکذا قال السدی ذکرهم للاخرة وعملهم لها۔ وقال مالک بن دینار نزع اللہ تعالی من قلوبهم حب الدنیا وذکرها وکذا قال عطاء الخراسانی وقال سعید بن جبیر یعنی بالدار الجنة (ابن کثیر) بخالصة ای خاصة (مختار) بخصلة خالصة۔ ذکری الدار۔ یعنے التذکر مضاف الی مفعوله وهو خبر مبتدأ محذوف والجملة صفة خالصة (روح) ۱۲۔

هٰذَا ذِكْرٌ ۚ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۙ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۚ مُتَّكِـِٕيْنَ

فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝ هٰذَا

مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۝ یہ نصیحت ہے۔ اور

بیشک پرہیزگاروں کیلئے البتہ اچھا ٹھکانا ہے (یعنی) رہنے کے باغ جن کے دروازے (ان کیلئے)

کھولے جانیوالے ہیں جنمیں وہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے وہاں بہت میوے اور شراب طلب

کریں گے۔ اور انکے پاس نیچی نگاہ والی ہم سن عورتیں ہونگی (ان سے کہا جائیگا کہ) یہ وہ ہے

جسکا تمسے روزِ حساب کیلئے (دنیا میں) وعدہ دیا جاتا تھا بیشک یہ ہمارا (دیا ہوا) رزق ہے جسکو

فنا نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان آیتوں میں جنتیوں کے مکانوں اور ان کے کھانے پینے اور

انکی بیبیوں کی تعریف بیان کی۔ اور آخر میں فرمایا کہ یہ نعمتیں ہمیشہ کیلئے ہیں کبھی ختم نہ ہونگی

بعد متقیوں کے ذکر کے مجرموں کی مذمت اسطرح بیان فرماتا ہے۔ هٰذَا ۚ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۝

جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۝ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ

مفتحۃ لھم الابواب۔ والالف واللام ھھنا بمعنی الاضافۃ کانہ یقول مفتحۃ لھم ابوابھا ای اذا جاؤھا فتحت لھم ابوابھا (ابن کثیر) قصرت الطرف۔ وامرأۃ قاصرۃ الطرف لا تمدہ الی غیر بعلھا (مختار) اتراب۔ ای متساویات فی السن والعمر۔ ھذا معنی قول ابن عباس رضی اللہ عنھما ومجاھد وغیرھما (ابن کثیر) ترب بالکسر اللدۃ وجمعہ أتراب (مختار) ہم سالاں و دوستاں جمع ترب بالکسر (منتخب)۔
ھذا۔ ای الامر ھذا۔ أو خذ ھذا۔ المھاد۔ کالفراش لفظا ومعنی۔ وکذا المھد وقد یخص بمقر الطفل (خفاجی) ھذا فلیذوقوہ۔ ھذا منصوب بمضمر یفسرہ فلیذوقوہ والفاء زائدۃ

یوعدون مکی و بصری یا ء غیب سے۔

غساق با فتح و مکی بصری و شامی و شعبہ بتخفیف سین سے ۱۲ واُخر بصری الف مضموم سے

أَزْوَاجٌ ؕ یہ (سن چکے) اور بیشک سرکشوں کیلئے برا ٹھکانا ہے (یعنی) دوزخ جسمیں وہ داخل
ہوں گے تو (وہ) بری جگہ ہے۔ اب اسکا مزا چکھو یہ گرم پانی اور پیپ ہے۔ اور دوسری اسی شکل کے
طرح طرح کے (عذاب) ہیں۔ ان آیتوں میں اشقیاء کے مسکن اور ماکول و مشروب کی مذمت کی
پھر کافروں کا حال انکے ساتھ جنھیں وہ دنیا میں دوست سمجھتے تھے اسطرح بیان فرماتا ہے۔ ھٰذَا
فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ إِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ۝ قَالُوا بَلْ أَنتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۖ أَنتُمْ
قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا ۖ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ قَالُوا رَبَّنَا مَن قَدَّمَ لَنَا هَٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ۝
یہ ایک گروہ ہے تمہارے ساتھ دوزخ میں داخل ہونیوالا۔ انکو مرحبا نہیں ہے۔ بیشک وہ آگ میں
داخل ہونیوالے ہیں۔ کہیں گے بلکہ تمھیں کو مرحبا نہو۔ تم ہی تو یہ (عذاب) ہمارے آگے لائے۔
تو دوزخ کیا برا ٹھکانا ہے کہیں گے ای ہمارے رب جو کوئی یہ عذاب ہمارے آگے لایا پس اسے تو
دوزخ میں دگنا عذاب بڑھا دے۔ جیسے کافروں کا ایک گروہ جہنم میں پہونچ جائیگا۔ اور اسکے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ای لیذوقوہ ۔ او ھٰذا فلیذوقوہ ۔ او ھٰذا مبتدا اُوخبرہ حمیم۔ والجملۃ فلیذوقوہ
معترضۃ کقولک زید فافھم رجل صالح ۔ غَسَّاق ۔ ما یقطر من جلود اھل النار (مفردات) غساق
حمیم کا ضد ہے یعنے یہ گرمی کا عذاب ہے اور وہ سردی کا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک ڈول
غساق کا دنیا میں بہا دیا جاے تو تمام دنیا والوں میں بدبو پھیل جائیگی۔ (ابن کثیر از ترمذی) وَآخَرُ مِن
شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ ۔ قال الحسن البصری الوان من العذاب (ابن کثیر) یعنے طرح طرح کے عذاب ہوں گے جیسے
زمہریر و سموم اور گرم پانی کا پینا اور زقوم کا کھانا وغیرہ۔ مُقْتَحِمٌ ۔ اقتحم فی الامر ای بنفسہ فیہ من غیر

بعد دوسرا گروہ داخل ہوگا۔ تو اگلے ان پچھلوں کو دیکھ کر کہیں گے کہ لو ہماری ساتھ دوسرا گروہ بھی آگیا۔ یہ بھی دوزخ میں داخل ہونیوالے ہیں۔ انکو کسی طرح کی خوشی نصیب نہو۔ یہ سُن کر وہ جواب دیں گے کہ تمھیں بھی خوشی نصیب نہو۔ اور کشادہ جگہ نہ ملے۔ کیونکہ تمہیں نے ہمیں بہکا کر یہاں پہنچایا۔ آخر میں اسطرح یہ دعا کرنے لگیں گے کہ ای ہماری پروردگار جس شخص نے ہماری لئے ایسی برائی کو پیش کیا ہی۔ تو اسی جہنم میں دونا عذاب بڑھادی پھر کافروں کا حال انکے ساتھ جنھیں وہ دنیا میں اپنا دشمن سمجھتے تھے۔ اسطرح بیان فرماتا ہی۔ وَقَالُوا مَا لَنَا لَا نَرٰی

رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُم مِّنَ الْأَشْرَارِ ۝ أَتَّخَذْنَاهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْأَبْصَارُ ۝ إِنَّ ذَٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ ۝ اور کہیں گے ہمیں کیا ہوگیا کہ ہم ان شخصوں کو نہیں دیکھتے ہیں جنھیں ہم شریروں سے شمار کرتے تھے۔ کیا (ناحق) ہمنے انھیں مسخرہ ٹھیرایا تھا۔ یا ہماری نظریں اُن سے چوک گئیں ۶ بیشک یہ دوزخیوں کی باہمی لڑائی سچی ہی یعنی جب کافر دوزخ میں جائیں گے تو اُن لوگوں کو دوزخ میں ڈھونڈیں گے جنھیں اپنے زعم میں گمراہ اور شریر و کمین

اتخذنٰھم بصری و حمزہ و کسائی ساتھ ہمزہ وصل کے رجال کی دوسری صفت ہے۔ سُخریا نافع و حمزہ و کسائی ساتھ ضم سین کے۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) رؤیۃ و بابہ خضع واقحم فرسہ النھر فانقحم ای ادخلہ فدخل واقتحم الفرس النھر دخلہ (مختار) تقحم۔ خویشتن را در کاری افگندن بے اندیشہ۔ از باب نصر (صراح) سِخریا۔ سخر منہ من باب طرب وسخرا بفتحتین ومسخرا بوزن مذھب وقال الاخفش سخر منہ وبہ وضحک منہ وبہ وھزئ منہ وبہ کل یقال۔ والاسم السخریۃ والسخری بضم السین وکسرھا (مختار) سُخرۃ۔ ساتھ ضم کے مسخر کرنا ہنسی کرنا۔ (نصیر اللغات)۔

شمار کرتے تھے یعنی مسلمانوں کو تلاش کریں گے اور کہیں گے کہ جنہیں ہم دنیا میں شر کیا کرتے تھے تو کیا سبب ہے کہ وہ آج نظر نہیں آتے۔ پھر اس خیال محال سے تشفی دیں گے کہ شاید وہ ہمارے ساتھ جہنم میں ہیں۔ لیکن ہمیں دکھلائی نہیں دیتے۔ اس لیے کہ ہماری نگاہیں پتھرا گئی ہیں۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جسطرح ہم نے تمھیں اپنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوزخیوں کے جھگڑے سے آگاہ کیا وہ بیشک حق ہے اور اسیطرح ہوگا۔ اسی لیے پھر انھیں دعوتِ توحید دو چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ۝ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ۝ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ (اے نبی) کہدو میں تو صرف ڈرانے والا ہوں۔ اور کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو اکیلا اور غالب ہے (وہی ہے) رب آسمانوں اور زمینوں کا۔ اور اُس چیز کا جو اُن کے درمیان میں ہے۔ وہی زبردست بخشنے والا ہے۔ (اے نبی) کہدو کہ وہ (قرآن) بڑی چیز ہے۔ تم اُس سے منہ پھیر لیے ہو۔ مجھے ملاءِ اعلیٰ کا کچھ علم نہ تھا جب وہ جھگڑتے تھے مجھے کچھ وحی نہیں لگتی۔ سوائے اسکے کہ میں صریح ڈرانیوالا ہوں یعنی میں تمھیں عذابِ الٰہی سے ڈرانیوالا ہوں۔ اور تمھارا جو گمان ہے کہ ساحر و شاعر ہوں وہ بالکل غلط ہے

ؔ دوسرے مقام پر فرمایا کہ پھر پردہ کافروں کی نظر سے اٹھا دیا جائیگا۔ اور وہ مسلمانوں کو جنت میں دیکھکر کہیں گے کہ ہمیں پانی یا جو کچھ تمھیں دیا گیا ہے اوس میں سے کچھ ہمیں دو۔ ؔ مجاہد و شریح قاضی و سدی نے کہا کہ ھُوَ کا مرجع قرآن ہے (ابن جریر)

تمھیں تو اسکا اقرار چاہیے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے جسکا کوئی شریک نہیں۔ اور وہ قہار ہے جو ساری جہان اوسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ قہار کے لفظ میں تخویف وترہیب کا اشارہ تھا اب امید دلاتا ہے کہ میں ہی سبکا پالنے والا بھی ہوں۔ پھر عزیز وغفار فرماکر قہر ولطف کی تاکید کی یعنے وہ ایسا عزیز کہ جو تکبر کرے اُسے آگ میں اور جو استغفار کرے اسے جنت میں داخل فرماتا ہے۔ پھر قرآن مجید کی تعریف فرمایا ہے کہ جسمیں عمدہ عمدہ خبریں مذکور ہیں کہیں توحید ونبوت کا ذکر کہیں حشر وقیامت وجنت ونار کا بیان ہے جس سے تم روگرداں ہوتے ہو قرآن کے معجزہ ہونے میں کچھ شک نہیں کیونکہ ملاءِ اعلےٰ کا یعنے فرشتوں کا آدم علیہ السلام کے قصہ میں

لہ معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ایک مرتبہ صبح کی نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لانے میں دیر فرمائی۔ اور ہم لوگوں نے سخت انتظار کیا یہانتک کہ ایسا وقت قریب آگیا تھا کہ ہم لوگ آفتاب کی کرن دیکھ لیں اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ پس فجر کی تثویب یعنے اقامت کہی گئی۔ پھر آپنے نماز پڑھائی اور نماز میں اختصار فرمایا جب سلام پھیرا تو ہم لوگوں سے مخاطب ہوکے فرمایا کہ اپنی جگہ پر بیٹھے رہو۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہو فرمایا کہ آجکی رات میں نماز کے واسطے کھڑا ہوا۔ جسقدر اللہ تعالےٰ نے میرے واسطے مقدر فرمائی تھی اُسقدر میں نے نماز پڑھی۔ پھر میں اپنی نماز میں اونگھنے لگا پھر جاگا۔ پس اس میں میں نے اپنے رب عزوجل کو نہایت بہتر صورت میں دیکھا۔ رب عزوجل نے مجھ سے فرمایا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم جانتے ہو کہ ملاءِ اعلےٰ کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں میں نے عرض کیا کہ اے رب میں نہیں جانتا - اس کلمہ کو تین مرتبہ اعادہ فرمایا۔ پھر اپنا ید مبارک میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا یہانتک کہ میں نے انامل کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی پس میرے واسطے ہر چیز کھل گئی اور میں نے پہچان لی۔ پھر مجھسے فرمایا کہ اے محمد ملاءِ اعلےٰ کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کفارات میں اور درجات میں جھگڑا کرتے ہیں فرمایا کہ کون کون چیزیں کفارات ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ نماز

جھگڑا اور ساری آسمانی باتوں کا مجھی علم نہ تھا اور یہ جو وحی سے مجھی علم ہوا ہے وہ اسی لئے ہے کہ میں تحقیق صاف طور سے ڈراؤں اب اللہ تعالے اس سورہ کو قصہ آدم علیہ السلام پر ختم فرمایا اس لئے کہ قریش بسبب حسد و کبر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نزاع کرتے تھے اور اسی سبب سے ابلیس بھی خراب و مردود ہوا۔ تاکا فر یہ قصہ سنکر وہ دونوں خصلتیں چھوڑ دیں۔ چنانچہ وہ قصہ اسطرح ہے۔

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ ۝ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ۝ قَالَ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) جماعت کیلئے پا پیادہ چلنا اور مسجد میں نمازوں کے بعد انتظار میں بیٹھنا۔ اور جن اوقات میں نفس پر وضو کرنا گراں ہوتا ہے اسوقت پورا وضو کرنا۔ پھر فرمایا کہ درجات کیا ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کھانا کھلانا اور نرم کلام کرنا اور جسوقت لوگ سوتے ہیں اسوقت نماز پڑھنا۔ پھر فرمایا کہ تم مانگو۔ میں نے عرض کیا کہ آلہی میں مانگتا ہوں کہ مجھے نیکیاں کرنے کی اور برائیاں چھوڑنے کی توفیق دے اور مساکین کی محبت عنایت کر اور مجھپر رحم فرما اور جب کسی قوم کے ساتھ تیرا ارادہ متعلق ہو کہ انھیں فتنہ میں ڈالے تو مجھے بغیر فتنہ کے وفات دیدے۔ اور میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں کہ مجھے تیری محبت حاصل ہو اور جو شخص تجھسے محبت کرتا ہے اسکی محبت حاصل ہو۔ اور ایسے کام سے مجھکو محبت ہو جو مجھی تیری محبت پیدا کردے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حق ہے اسکو سیکھ لو اور سکھلاؤ (ابن کثیر از امام احمد و ترمذی)

فقعوا لہ ساجدین۔ عبارۃ عن مبادرتھم الی السجود۔ استکبرت۔ اسکا الف قطعی ہے۔ اصل میں أاستکبرت تھا۔ ہمزۂ استفہام جو توبیخ و انکار کے لئے ہے ہمزۂ وصل پر آیا۔ ہمزۂ وصل کو تلفظ میں حذف کیا گیا اور رسم خط قرآنی میں لکھنے میں بھی حذف کیا گیا۔ العالین۔ یعنی جو مستحق تفوق و بلندی کے ہیں۔ بعض صوفیہ نے

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ۝ قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي

إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ۝ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۝ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ

لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ ۝ لَأَمْلَأَنَّ

جَهَنَّمَ مِنكَ وَمِمَّن تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ (اے نبی یاد کرو) جب تمھارے پروردگار نے

فرشتوں سے کہا۔ کہ بیشک میں ایک بشر مٹی سے پیدا کرنیوالا ہوں۔ پھر میں جب اسکو برابر

کرلوں۔ اور اسمیں اپنی روح پھونک دوں۔ تو تم اس کیلئے سجدہ میں گر پڑو۔ تو سب ہی فرشتوں

نے سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نے سرکشی کی اور کافروں میں سے ہوگیا۔ اللہ نے فرمایا اے ابلیس کس

چیز نے تجھے اسے سجدہ کرنے سے منع کیا۔ جسے میں نے اپنے ہاتھوں بنایا کیا تو نے تکبر کیا۔ یا تو (حقیقت میں)

فَالْحَقُّ نافع۔ مکی۔ بصری۔ شامی۔ کسائی نصب قاف سے یعنی مفعول مطلق ہے یعنے فَاُحِقُّ الْحَقَّ

دونوں ہاتھوں سے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کہا کہ عالین سے مراد وہ ملائکہ عالین ہیں جو شہود حق میں مستغرق ہیں۔ یوم یبعثون۔ یعنی جسدن کہ لوگ اپنی قبروں سے جزا کیلئے اٹھائے جائیں گے یعنی روز قیامت۔ اس سے ابلیس کی غرض یہ تھی کہ موت سے بالکل نجات پائے کیونکہ روز بعث کے بعد موت نہیں۔ یوم الوقت المعلوم۔ یعنے وہ وقت جو اللہ تعالیٰ نے فنائے خلق کے لئے مقرر فرمایا ہے یعنے پہلا نفخہ صور۔ غرض ابلیس کا سوال رد ہوا اور وہ موت سے نہ بچ سکا۔ والحقّ مفعول اقول قصر کیلئے مقدم ہے ای لا اقول الا الحق۔ ؎ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے قصہ کو سورۂ بقر و اعراف و حجر و بنی اسرائیل و کہف اور اس سورۂ صاد میں بیان فرمایا ہے۔ اس تفسیر کے صفحہ (۱۶۴) میں بالتفصیل لکھا گیا ہے۔

؎ بعضے کہتے ہیں کہ بادشاہ اسی کام کو اپنے دونوں ہاتھوں سے کرتا ہے جسکی طرف اسکی زیادہ توجہ مصروف ہوتی ہے۔ اور اصحاب تاویل کہتے ہیں کہ یہاں دونوں ہاتھوں سے مراد لطف و قہر کی طرف اشارہ ہے اور وہ تمام صفات کو شامل ہیں کیونکہ جو مخلوق ہے وہ انھیں دونوں سے کسی ایک کا مظہر ہے۔ جسطرح فرشتہ لطف کا مظہر ہے اور

بلند مرتبہ والوں سے ہے (ابلیس نے) کہا میں اُس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا۔ اور اُسے تو نے مٹی سے بنایا۔ فرمایا کہ اِس سے نکل کیونکہ تو مردود ہے۔ اور بیشک تجھپر میری لعنت روز جزا تک ہے۔ کہا میرے پروردگار تو مجھے اُس دن تک مہلت دے کہ مُردے اٹھائے جائیں۔ فرمایا پس بیشک تو مہلت دئے ہوؤں میں سے ہے۔ اوس وقت کے دن تک جو معلوم ہے۔ بولا پس تیری عزت کی قسم بیشک میں اُن سب کو ضرور گمراہ کرونگا۔ اونمیں سے تیرے خالص بندوں کے سوا۔ فرمایا پس (میں) حق ہوں اور حق ہی کہتا ہوں بیشک شبہ میں تجھسے اور اُن سب سے جنھوں نے تیری پیروی کی جہنم کو بھر دونگا۔ اللہ تعالے نے فرشتوں کو حکم فرمایا کہ بعد تکمیل خلقت آدم علیہ السلام تم انھیں سجدہ کرو۔ اور یہ سجدہ آدم علیہ السلام کو اکرام واحترام کے سبب سے تھا۔ قاعدہ ہے کہ جب کسی کو خلافت یا سلطنت دیجاتی ہے تو تمام ارکانِ سلطنت اسکی تعظیم کے خیال سے نذریں دیتے ہیں۔ یہاں بوجہ انتہائے عظمت سجدہ کا حکم ہوا لیکن شیطان نے سجدہ سے انکار کیا۔ اور بوجہ انکارِ حکمِ رب وہ مردود ہوا۔ اور جو اسکی اتباع کریگا وہ بھی اسکے ساتھ دوزخ میں

(بقیہ صفحہ گزشتہ) شیطان قہر کا۔ سوائے انسان کے کہ وہ دونوں کا مظہر ہے اور اسی لئے خلافت اور مسجودیت ملائکہ کا مستحق ہوا۔ اسیواسطے حدیث قدسی میں آیا ہے کہ "اسکی ذریت کو جسے میں نے دونوں ہاتھوں سے بنایا اس کے برابر نہ کروں گا جسے میں نے لفظ کن سے بنایا ہے" (نیشاپوری) [1] جنت سے یا زمرۂ ملائکہ سے۔ [2] وفسره مجاهد بان معناه انا الحق والحق اقول وفي رواية عنه۔ الحق مني واقول الحق وقرأ آخرون بنصبهما۔ قال السدي هو قسم اقسم الله به (ابن كثير) ۱۲

داخل کر دیا جائیگا۔ مولانا فرماتے ہیں۔ ۵

علتِ ابلیس اَنَا خَیْرٌ بُدست	ویں مرض در نفسِ ہر مخلوق ہست

جب شیطان اور اس کے متبعین کے دوزخی ہونیکا بیان فرمایا تو اس سورہ کو ایسے آیات پر ختم فرماتا ہے کہ پھر کافروں کو کسی طرحکا عذر باقی نہ رہے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے غرضی و بے تکلفی اور قرآن شریف کی صحت و عظمت معلوم ہو جائے جسطرح ارشاد فرماتا ہے۔ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ۝ کہدو (اے نبی) میں اس (تبلیغ) پر کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ اور نہ میں تکلف کرنے والوں سے ہوں یہ (قرآن) تو سارے جہان کیلئے نصیحت ہی ہے۔ اور بیشک و شبہ تم کچھ مدت بعد اسکی سچائی معلوم کرلوگے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تبلیغ پر کسی قسم کی اجرت طلب نہ فرمائی۔ یہاں تک کہ زکات سے بھی کچھ نہ لیتے تھے۔ بلکہ آپ کے قرابتی بنی ہاشم پر بھی حرام تھی۔ جیسے آپ بے غرض تھے ویسے ہی آپ کسی طرحکا تکلف نہ فرماتے

37- الصافات
38 – ص
39- الزمر

لہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ جسے جو بات معلوم ہو بیان کرے اور جو نہ معلوم ہو تو کہے اللہ اعلم اس لیے کہ اللہ عزوجل نے تمہارے نبی کریم سے قل ما اسئلکم الآیہ فرمایا (ابن کثیر از بخاری و مسلم) حین۔ قتادہ نے کہا بعد موت کے۔ اور عکرمہ نے کہا روز قیامت۔ اور دونوں قولوں میں منافات نہیں ہے اسلئے کہ جب کوئی مر گیا تو اس کیلئے گویا قیامت ہی ہے۔ لہ یعنی القران ذکر لجمیع المکلفین من الجن والانس قالہ ابن عباس (ابن کثیر) ۱۲

(تفسیر سورۂ صاد تمام ہوئی۔)